



بزم اوقات تائید عالمی اتحاد
بزم اوقات تائید عالمی اتحاد



بشارت دی کہ ان میاں تیرا جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور افس منہ سی اندھیرا دکھاؤں گا کہ ایک عالم کو پھیرا
بشارت کی ہے اک ل کی غدا فیضان الہی آخری الہی عادی



پیشہ فہرست
pure city

پیشہ فہرست
پیشہ فہرست

جلد ۵ یوم پختہ ہوئے ۲۴ مئی ۱۹۲۲ء مطابق ۸ ماہ رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ و بکریۃ ہیں اور ہفتہ میں تین بار درس عورتوں اور مردوں میں دیتے ہیں۔
(۲) مخدومی حافظ روشن علی صاحب کادس قرآن مجید اقطبی میں نماز ظہر ہر روز ہوتا ہے۔
(۳) ضرورت پریس قادیان کیلئے ایک پریس مین اور دوکل کشوں کی سخت ضرورت ہے۔ تنخواہ خاطر خواہ حسب کارکردگی دی جائیگی۔ خواہشمند بہت جلد اپنی درخواستیں دفتر قادیان میں بھیج دیں۔ ایک سال کے لئے کم از کم اگر کمینٹ لیا جائیگا۔ اور ایک جانب کا کرایہ بھی دیا جائیگا۔ کارگزاری روزانہ ایک ہزار داب دینی ہوگی خواہ ۲۰x۲۰ سٹیکل ہو یا ۱۵x۱۵ ڈبل۔ اور ہر جمعہ کی نصف چٹی ملیگی۔ دستی پریس ڈھانپا ہوا ہے جس پر کام کرنا ہوگا۔

(۴) ۲۴ مئی کو دوپہر تک کس قدر بارش ہوئی۔ جس سے موسم میں اعتدال پیدا ہو کر گرمی کم ہوگی۔ تعمیر مکانات۔ دارالامان میں آجکل خدا کے فضل و کرم سے احمدی مہاجرین و دیگر احمدی احباب بیرونی کے مکانات دارالفضل اور دارالرحمت میں تیار ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ ارض مقدس قادیان ہجوم خلق سے ارض حرم ہے۔
لندن قبول اسلام۔ کئی ماہ کی متواتر تبلیغ کے بعد ایک معزز خاتون نے جو شوق سے اسلامی شریعہ کا مطالعہ کر رہی تھیں اور جن کا اسم گرامی۔ سزگر ٹیرو ڈیٹیا بانٹلے ہے عاجز کے ہاتھ پر کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کیا ہے۔ اور اسلامی نام "حمیدہ" رکھا گیا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک فیصلہ الہی اور اس رسالہ میں حضرت مسیح ثنائی روایا موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوس آخری فیصلہ

والے مضمون کا جواب ہے جسکو تشار اللہ ہمیشہ پیش کر کے یہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے مجھ سے مباہلہ کیا تھا۔ اور بعد مباہلہ وہ فوت ہو گئے۔ جس سے میں سچا ہو گیا اوسکے اس دعوے کی ایسی دہجیاں اڑائی ہیں۔ کہ کبھی اسکو اسکے جواب کی ہمت ہی نہ پڑی۔ قیمت ۰.۲
فیصلہ خدای
برسات ثنائی
اس رسالہ میں تشار اللہ امرت سہری کے پیش کردہ اصول اور اسکی مانی ہوئی معیار کے مطابق تشار اللہ کی حیات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایسا ثبوت ہے جس سے تشار اللہ کو انکار کی گنجائش نہیں ہو سکتی قیمت صرف ۰.۲
منبر اخبار فاروق قادیان۔

ابن الوقت امر تشری

مستزاد

طبع نداد علی صاحب

مندرجہ ذیل بیان مولوی شاد اللہ امرتسری کے متعلق الفقہ نے برہمنی کے بچے میں شائع کر کے شاد اللہ سے حلفاً یوچھا ہے۔ کہ اُس نے ایسا کیا ہے یا نہیں؟ کیا امرتسری کو زندہ بنانا نہیں آتا۔ دیکھنا وہ کیسا رنگ بدلتا جواب دیتا ہے۔ الفقہ کہتا ہے۔

”کہ مباحثہ امیر پور میں داخل تھا۔ اس میں ہر طرح کی حکومت کی صلاحیت تھی۔ اور جسکی قابلیت رکھتا تھا۔ بخلاف اسکے امام حسین علیہ السلام غیر صالح تھے۔ اور انہیں حکومت کی صلاحیت نہ تھی۔ نہ وہ جسکی قابلیت رکھتے تھے۔ اسوجہ سے یزید کو حکومت ملی اور امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے۔“

دوم۔ اس بات پر فرمایا گیا کہ اسوقت کہ معظمہ اور مدنیہ منورہ اور بیت المقدس میں ہر شے جھنڈا ہوا رہا ہے۔ انگریز ہی ان امانت مقدسہ پر حکومت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ترک حکومت کے اہل نہیں۔ نیز مسلمانوں کو کسی قسم کی ترجیح بھی نہیں ہے۔ نہ اُن کا ٹھیکہ ہے۔ نہ ہمیشہ وہی یہاں حاکم رہیں۔ بلکہ ہندو ہو یا انگریز ہر شخص یہاں حکومت کا حقدار ہو سکتا ہے۔ کیا خلافت کمیٹی امرتسر مولانا ابوالوفاء سے اس بارہ میں جواب طلب کرے گی۔ جو خلافت کمیٹی کے سرگرم ممبر اور خلافت کے بڑے حامی بنی ہوئے ہیں۔ اگر مولانا موصوف اس سے انکار کریں۔ تو اُن کا حلفی بیان شائع کرایا جاوے۔ پھر ہم ہندو مسلم حاضرین کی شہادت پیش کر دیں گے۔ (الفقیہ)

ریلو کے ٹھہرتال۔ نارنہ ویسٹن ریلوے کی ٹھہرتال پھیل رہی ہے۔ کراچی میں ۱۰ آدمی ٹھہرتال میں شامل ہو گئے ہیں۔ وزیر آباد۔ جہلم وغیرہ شیشونپری کام بند ہے۔ راولپنڈی میں سڑک بند کر دی ہے۔ مسافروں کی تکلیف بڑھ رہی ہیں ہر دو اسپیڈ جو آگے نہ بھانہ نکلتی تھی۔ اب راجپورہ ہی رہ جاتی ہے۔ ریل کا سفر عذاب بن رہا ہے۔ لاہور سے کسی نے باہر جانا ہو تو پہلے اسے برٹ لینا پڑتا ہے برٹ لینے میں کافی ذلت اٹھانی پڑتی ہے۔ ریل کے سپرنٹنڈنٹ کے دفتر میں مسافروں کو پہنچنے ہی نہیں دیتے۔ کوئی خوش قسمتی سے پہنچ ہی جاوے تو ٹھٹھہ دھکے کھا کر بھی بیرنگ واپس آنے کا امکان رہتا ہے۔ ہاں جو قلیوں اور پولیس کے کانسٹیبلوں سے انداد حاصل کر سکتے ہیں وہ سوار ہو ہی جاتے ہیں۔ اگر کوئی سکند کلاس میں سوار ہو ہی جاتا ہے تو اسکا ہی دل جانتا ہے کہ کس قدر آرام اسکو ملا ہے۔

اگر اسکے پاس کوئی صندوق ہو تو اسکے اوپر بیٹھ جاوے بشرطیکہ اسکو اس بات میں کوئی اعتراض نہ ہو۔ کسی جنٹلمین کا وہ غن شدہ بوٹ کبھی کبھی اس کے گھٹنوں پر ٹپک جا ویگا۔ اگر صندوق پاس نہ ہو تو لیٹرے پر ہی بیٹھ سکتا ہے۔ اگر وہ بھی نہ ہو۔ اور مسافر صفا پسند نہ ہو تو پاخانہ میں گھس سکتا ہے۔ یہ تو وہی مسافروں کی تکلیف۔ بیوپار کا انہوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ لیکن انیسویں کے ریلوے کے افسر خاموش ہیں۔ اور ٹھہرتال کو ختم کرنے کی طرف اب کوئی قدم نہیں اٹھا رہے۔

۱۔ مژدہ عیشیں یہ رحمت کی صالائی ہو
باغ اسلام میں پھرتا رہا رہا آئی ہو
۲۔ بلبلیں نغمہ تو حیدر خدا گاتی ہیں
بختہ اشکر نے اب نہ کی بڑی کھائی ہو
۳۔ آندھیاں کفر و ضلالت کی جو چلتی تھیں یہی
احمدیت کی وہ گھٹور گھٹا جھائی ہے
۴۔ عالم قدس کی آتی ہیں صدائیں یہ ہیں
آج اسلام کے دولہا کی برات آئی ہو
۵۔ یعنی وہ احمدیوں کو دسیجا اپنا نہ
جسکے آنیسے تن زار میں جان آئی ہو
۶۔ وہ تجلی کہ جو فاران کی چوٹی پہ ہوئی
شکل ادل نے ہی آخر ہمیں دکھائی ہو
۷۔ وہی نقشہ ہے وہی رنگ ہی سماں ہو وہی
دل ہی ہے جسپہ فدا روح ہی شیدا کی ہو
۸۔ کاش ہو جاؤں میں اس جلوہ جال میں
عشق میں منہمک باد یہ پمائی ہے
۹۔ عشق احمد کی جلی خوب نسیم خوشتر
ہم نے دنیا میں ہی جنت کی ہوا کھائی ہو
۱۰۔ احمدیت سے پہلی شان محمد ہم پر
در حقیقت ہیں اب حق نسیم آئی ہو
۱۱۔ فرق ہیں ہی یونہی غیر ہیں۔ ہم میں کس
اہل دربار میں ہم۔ اور وہ نماشتائی ہو
۱۲۔ آؤ لوگو کہ ہمیں نور خدا پاؤ گے
راہ یہ طور تسلی کی نکل آئی ہے
۱۳۔ اور دنیوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کیا یہ سب روشنی اسلام سے پھیلائی ہو
۱۴۔ ساری دنیا میں پھرا تھا۔ نہ لاپروہ ملا
مجھے منزل پہ یہ قسمت مگر اب لائی ہو
۱۵۔ جنتی باغ میں لہجائے چوتھوڑیسی میں
کھائی علی کے دنگو تو یہی بہائی ہے

چھوڑ دو آہ و فغاں
اب گیا وقت خزاں
آپ بھی سنتے رہیں
ہے وہ رسوائے جہاں
گم ہوئیں دم میں سہی
جو کہ ہے نور فشاں
”لو مبارک ہو تمہیں“
خوش ہیں سب کون و گل
آج ہے جلوہ نما
شاد ہیں اب دل و جاں
قادیاں میں ہے وہی
جو وہاں ہے سو یہاں
ہاں یہ جاناں ہی وہی
یہ تو ہے جان جہاں
ہے ہی جان بخت
تو سن عمر رواں
خوش ہے جاں مست ہی
دل ہوا باغ جہاں
عام کردو یہ خبر
اب کہلا راز نہاں
جیسے شب اور سحر
بس عیاں راجہ بیاں
ورنہ پچھاؤ گے
آؤ آ جاؤ یہاں
تھے فقط حرص و ہوا
ہاں مرے دوستو ہاں
کوئے دلبر کا پتہ
مل گیا دارا ناں
دفن ہو جاؤں وہی
اور جاؤں گے کہاں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فاروقی

قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۲۲ء

کلام الامام

از مسیح موعود علیہ السلام

(۱)

خازن میں بیدوقی | فرمایا کہ جیسے تلخ دوا
کو انسان اسلئے کہتا ہے تاکہ صحت حاصل ہو۔
اسی طرح اس بیدوقی نماذ کو پڑھنا اور دعائیں
مانگنا ضروری ہیں اس بے دوقی کی حالت میں
بہ فرض کر کے کہ اس سے لذت اور ذوق پیدا ہو
یہ دعا ہمیشہ کرے۔

اے اللہ تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیا
اندھا اور نابینا ہوں۔ اور میں اس وقت
بالکل مردہ حالت میں ہوں۔ میں جانتا
ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز
آئیگی (یعنی موت) تو میں تیری طرف
آجاؤنگا اس وقت مجھے کوئی روک نہ
سکیگا۔ لیکن میرا دل اندھا اور ناشنا
ہے تو ایسا متعلہ لہذا سپرنازل کر
کہ تیرا نور اور شفقت اس میں پیدا ہو جائے
تو اب افضل کر کہ میں نابینا نہ اٹھوں
اور اندھوں میں نہ جاؤں۔

جب انسان اس قسم کی دعا پڑھو ام کر لیا تو
وہ دیکھے گا کہ ایک دن میرا آئینا کہ اسی بیدوقی
کی خازن میں ایک چیز آسمان سے اوس سبر گری
جو رقت پیدا کر دیتی ہے (الحکم نمبر اول جلد ۱ ص ۱۷)
تسلی قرار اور مہیا بلکہ اس کا کارہ اس رسالہ میں مذکور
فتاویٰ اللہ کے اپنے مشافع اور بیانون سے یہ دکھایا گیا
ہے کہ وہ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق
ہیانتا اور مہیا بلکہ کرنے سے فرار کرتا رہا ہے قیمت ہر

من تشبہ بقوم فهو منهم

۲

فرمایا انسان کو جیسے باطن میں اسلام دکھانا
چاہئے ویسے ہی ظاہر میں بھی اوں لوگوں کی طرح
ہیں ہونا چاہئے۔ جو انگریزی لباس کو پہنانے
اختیار کرتے ہیں کہ عورتوں کو بھی اس لباس اور
وضع میں رکھنا پسند کرتے ہیں۔ تشبہ کے معنی یہی
ہیں کہ اوس نیکر کو لازم پکڑ لیا جاوے۔ (الحکم نمبر ۱
جلد ۱ صفحہ ۱۳) والحکم نمبر ۱۲ جلد ۱ ص ۱۷

انہ اوی القریہ

۳

میں (حضرت اقدس) اس کے معنی یقیناً یہی
سمجھتا ہوں کہ وہ افراتفری اور قیامت خیز
نظارہ جو طاعون کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے۔
اس سے اس لئے قادیان کو ضرور محفوظ رکھنا
اگرچہ یہ امر ممکن ہے کہ کوئی کیس خدا بخواستہ
پہاں ہو جاوے مگر انسان کا معدوم کے فتنے
میں ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل اور وعدہ کے
موافق یقین ہے کہ وہ ہمیں تشویش اور سخت
اضطراب سے ضرور محفوظ رکھینگا (الحکم نمبر ۱
جلد ۱ صفحہ ۱۴) اور اپریل ۱۹۲۲ء صفحہ ۱۷ کالم ۲

قادیان اور طاعون

۴

حضرت مسخر فرمایا: اس فتنوں میں دراصل اس
قسم کے سخت دل اور مخالف دین اسلام لوگ
موجود ہیں کہ اگر اس سلسلہ کا آرام نہ ہوتا تو یہ
سارا لگاؤں ہلاک ہو جاتا۔ اور اب بھی اگرچہ ممکن
ہے کہ بعض وارداتیں ہوں مگر تاہم اللہ تعالیٰ کے
نایہ الامنیہ قائم رکھینگا (الحکم نمبر ۱ جلد ۱ ص ۱۷)

کرشن علیہ السلام

دو دفعہ ہم نے روپا میں دیکھا کہ بہت سے
ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنیکی طرح جکتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور
ہمارے آگے نذرین دیتے ہیں اور ایک دفعہ ہم
ہوا ہے کہ کرشن روپا کو بال تیری مہما ہو
تیری استغنی گیتا میں موجود ہے۔ لفظ روپا کے
معنی نذیر اور گویاں کے معنی بشیر کے ہیں۔
(الحکم نمبر ۱ جلد ۱ صفحہ ۸)

ذوالقرنین اور مسیح موعود

۵

ذوالقرنین میں مسیح موعود کی پیشگوئی ہے۔
مسیح موعود کا نام ذوالقرنین اس لئے رکھا ہے
کہ چونکہ قرن صدی کو کہتے ہیں اور مسیح موعود دو
قرنوں کو پائیگا۔ اس لئے ذوالقرنین کہلائیگا۔
چونکہ مینے تیرے ہوں اور جو ہوں صدی دونوں
پائی ہیں۔ اسی طرح دوسری صدیاں ہندوؤں
اور عیسائیوں کی پائی ہیں۔ اس لحاظ سے تو
ذوالقرنین نام ہوا اسی قصہ میں خدا تعالیٰ نے
فرمایا کہ ذوالقرنین نے تین قومیں پائیں۔

اول وہ جو غروب آفتاب کے پاس رہتے اور
کچھ میں ہے۔ اس سے مراد عیسائی قوم ہے
جبکہ آفتاب ڈوب گیا ہے۔ یعنی شریعت حقہ
اونکے پاس نہیں رہے۔ وجاہت مرگئی اور
ایمان کی گرمی جاتی رہی۔ یہ ایک کچھ میں
پہنچے ہوئے ہیں۔

دوسرا۔ وہ قوم ہے جو آفتاب کے پاس
اور چیلنے والی دھوپ میں ہے۔ یہ مسلمانوں کی

موجودہ حالت ہے۔ آفتاب یعنی شریعت حقہ
اونکی پاس موجود ہے۔ مگر ہم لوگ اس سے
فائدہ نہیں اٹھاتے۔

نیکو۔ وہ قوم ہے جس نے اس سے فریاد
کی کہ مجھ کو ماحوج سے بچا۔ یہ ہمارے
قوم ہے جو مسیح موعود کے پاس آئی اور اس
نے مسیح موعود سے استفادہ کرنا چاہا ہے۔
ہمارا ایمان ہے کہ یہ قصہ یہاں ہی کسی رنگ
میں گذرا ہے۔ لیکن یہ سچی بات ہے۔ کہ
اس قصہ میں پیشگوئی آئندہ ہی ہے۔
الحکم نمبر ۱۳ جلد ۱ ص ۱۰۷ کاظم اول مطبوعہ
۱۱۰۱ ریل سٹیشن ۶۔

وہ کت کہ خطرناک

گذشتہ سے چوسٹہ

بہ کیف جہان تک فور کے دیکھا جاتا ہے یہ تعلیم
بنی نوع انسان کیلئے سراسر خطرناک ثابت ہوتی ہے
ہے۔ اور یہی وہ وجہ ہے کہ سوامی دیا بند جی نے
نیوٹ کی پٹری چاکر عورت مرد کو نکاح ثانی سے
روکا ہے یعنی یہ ظاہر ہے کہ ایک جہاں میں مرد اور
عورت کے صرف ایک ہی بار بیاہ کی وید اور شاستر
میں آگیا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہونا بالکل سہل
ہو جاتا ہے۔ کہ سوامی کی رسم آریہ دھرم میں اسی بات
جاری ہوئی ہے۔ کہ ان عورتوں کی نفرت نے جو اصل
غیرت مناد پاکیزہ نفرت کہتی تھیں۔ ان کے
امور کو قبول نہیں کیا کہ وہ ساری عورتوں جذبات
کے خلاف جنگ کر کے اپنے زندگی کے دن مصیبت
اور رنج و گھم میں کاٹیں اور اچھا کہانے اور اچھا
پینے اور ششاشش لٹاشش رہنے سے اجتناب
کریں۔ اور یا وہ کسبیدوں اور بازار کی عورتوں کی
طرح قبیح امور کی مرگب ہوں۔ اس اور اس کے
مردیم دی کردہ اپنے شوہر کے ساتھ ہے اپنی سہیلی

ہی خاتمہ کر دیں۔ تاکہ اس بلے بے دریاں اور سائی
عمر کے رنج و گھم اور دکھ اور سخت کے شکنجہ میں نہ
کئے جاویں۔

یہ وہ امر تھا کہ جسکی بنیاد بعض شریف اور غیرت مند
اور خاوند سے اعلیٰ درجہ کی محبت رکھنے والیوں سے
نہور میں آئی جنکی فطرت سلیمہ کو قدرتی طور پر بدی
اور بدکاری اور گندگی میں ملوث ہو کر نفرت اور
عداوت تھی۔ مگر چونکہ انکے خیال پاکیزہ تھے۔
اور وہ پاک رہنا چاہتی تھیں۔ اونکی یہ خواہش تھی
کہ وہ نہ تو خود ناپاک ہوں۔ اور نہ اپنے والدین کے
گنہگار و ناموس کے شیشہ کو کمال نادانی اور بے رحمی
اسے توڑیں۔ اور نہ مرے ہوئے خاوند کے نام کی مٹی
پلید کرنے والی ٹھہریں۔ اسی لئے انہوں نے ایسی
تاقص اور گندی زندگی پر موت کو ترجیح دی۔ اور
ذرا سی دیر میں اپنے پیارے خاوند کی جتنی پریشانی
نہرشی خاطر اپنے خوبصورت اور چمکندہ تن اور نازک جسم
اور چمکتی دھرتی ہوئے چہرے کو جلا کر خاکستر کر دیا۔
اور یوں نہ تو میں۔ جبکہ انکے آگے تعلیم اور رسم و
رعایہ ہی ایسے ناقص پورا اور عبودہ پیش کئے گئے
تھے۔ اگر انکے آگے ایسے اعلیٰ درجہ کی تعلیم پیش
کی جاتی۔ کہ جس سے وہ جائز طور پر کسی دوسرے
خاوند کی چاہتی اور پیاری بیوی بن سکتیں۔
اور بچائے مرے ہوئے خاوند کے کسی دوسرے کیلئے
باقاعدہ طور پر باعث تسکین قلبی ہو سکتیں وہ
اسکی ہوتیں۔ اور وہ انکا ہوتا۔ دونوں کے تعلقات
بہ سبب نکاح ثانی کے گاڑھے ہوتے اور ایک جگہ
اور ایک گھر میں رہنے کے آپس میں محبت دن رات
رات جو گہنی بڑھتی تو لا محالہ ایسے حرکات کرنے کے
لئے مجبور نہ ہوتیں۔ کیونکہ اس طرح پرانے آگے اس
مبارک اور پاک صحیفہ کا زریں وقت ہی پیش کیا
جاسکتا تھا کہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے دنیا
میں انسان چند روزہ قیام کے لئے تشریف لایا
اسی کی زندگی اس میں کے تعلقات سب کے سب
عارضی ہیں۔ یہ تو اس قسم کی سر اسے ہے کہ جو ہمیں

آیا ہے۔ اسکو خواہی نخواستہ چھوڑنا ہی پڑتا ہے
(سوائے یہ صفت ظاہر ہے کہ جب دو شخصوں۔
(مرد اور عورت) کے آپس میں تعلقات ہو گئے۔ تو
آخر کار ایک نہ ایک کو پیلے مرنا ہے ضروری اور
لازمی ہے۔ اگر مرد مرے تو۔ اور عورت مرے تو
کوئی ہو۔ ایک نہ ایک کو دوسرے کی جدائی کا
بیلاہ دنیا ہی پڑیگا خواہ وہ جبر آپے۔
اس میں شک نہیں کہ یہ جدائی اگرچہ شاق ہوتی
ہے۔ اور دل ہی تو اس جدائی کو برداشت نہیں۔
کر سکتا۔ بلکہ اس جدائی کے وہم و گمان سے
ہی دل ترقیق ہوتا ہے۔ اور رنج و الم کے سیاہ
پہاڑ اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ دل سخت بتقدیر
ہو جاتا ہے۔ سینہ غم سے بہہ جاتا ہے عجب ایسی
تباہی حالت ہو جاتی ہے۔ گویا کہ رنج و الم کا ایک
بحر زخار اور دریا رونا پیدائنا ہوتا ہے۔ اور
اسکا گرفتار اس میں ایسے حالت میں گرنے والا
کہ جو تیرنا نہ آتا ہو اور پھر لطف یہ کہ اس
بحر زخار میں ایک قسم کا طوفان بے تیزی ہی برپا
ہو۔ اور باد مخالف کے تہیزوں نے اس گرفتار
بلا کا ناکھ میں دم کر دیا ہو۔ نہ راہ رفتن نہ جا
ماندن۔ کیا کر کے کدھر جائے اور کیونکر اس سے
مخلص ہو۔ کیونکہ ایسی حالت میں صبر اور شکیبا
صفت اور کورا جواب دیدیتے ہیں۔ اور ناکامی
و نامرادی سامنے کھڑی تھیں لگا کر خوشیاں
مناتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ ایک وہ دن تھا کہ
ہم کو خطہ میں نہیں لایا جاتا تھا۔ ہم کو حقیر اور ناان
سمجھا جاتا تھا۔ لطف صحبت اور معاشرت کے
قدہ جو ہر دن سے بہرہ ور ہونے کے باعث اس کا
وہم و گمان ہی نہ تھا۔ اور یہ خیالات تھے تو یہ
پرے رہتے تھے۔ یہ کبھی خیال میں ہی نہیں آتا تھا
کہ آنا لانا میں ایسی گھڑی ہی بلائے بے درما
کی طرح آ موجود ہوگی۔ کہ جس سے چہرہ کار تک
غن اور زرد ہو جائیگا۔ اور تمام عیش و عشرت
کے سمان ذرا دیر میں تلخی اور ناکامی کا باعث

ہو جائیگا کل چیز خوشی کا سامان ہی آج اسکو
دیکھ کر حسرت سے آنکھوں میں آنسو بہ
آئیگا۔ اور کیوں نہ بہا آئیں جدائی اور علیحدگی
بہت بڑی بلا ہے خدا دشمن کو یہی اسکا گوار
پیالہ نہ ملائے۔

یہ سچ ہے کہ انسان کو فطرت کے فطر نے
اس قسم کی فطرت سلیمہ عطا کی ہے کہ وہ ایک
اور ایک دو کے بغیر خوش و خرم رہ سکتا ہی نہیں
ہے۔ ایک مرد اکیدا اور چھڑا چھانڈ کیا ہوتا
ہے ؟ محض ایک لٹڈورا۔ اسکا دل ادھاٹ
رہتا ہے۔ جس میں ایک ایسے قسم کی بے چینی
ہوتی ہے۔ کہ جب کو دل ہی محسوس کرتا ہے۔
زبان دل کی کیفیت کو بیان کرنے سے عاری
ہے۔ اور ایسے ہی عورت کا حال زار ہوتا ہے
کیونکہ اسکے فطرتی جوہر ہی ظاہر کرتے ہیں
کہ وہ اکیلی نگی اور فضول اور نہایت بڑی حالت
میں رہتی ہے۔ فطرت کے فطر نے مرد کو عورت
کیلئے اور عورت کو مرد کے واسطے پیدا کیا ہے
اور یہی وہ وجہ ہے کہ عورت کو فطرتی طور پر مرد
کی پیاس ہے اور مرد کو عورت کی۔

آدم اور حوا اسان تو اس کے قائل
ہیں۔ اور عیسائی صاحبان ہی اسکو تسلیم
کرتے ہیں کہ ہم لوگوں کے جدا مجد حضرت
باو آدم علیہ السلام جب پیدا ہوئے تھے
تو چونکہ اکیلے تھے یعنی انکا جوڑا (بیوی) انکی
ساتھ پیدا نہیں کی گئی تھی اسلئے انکی طبیعت
مشکدر دل ادھاٹ رہتا تھا۔ طبیعت کا جھانکا
اسطرف تھک کوئی ساتھی ہو اور وہ ایسا ان
ہو کہ جو غم گسار ہو تسکین اور راحت قلبی کا باعث
ہو۔ جس سے لذت سرور اور ذوق حاصل
ہو۔ انکی اس فطرتی پیاس کو انکے اور ہم
ملک و مولا حضرت رب العزت نے یوں پورا
کیا کہ اونسے یا یہ سمجھو کہ انکے لئے ایک عورت کو
پیدا کیا۔ تو رات بیان کرتی ہے کہ آدم پر نیکی

غلبہ ہوا جب وہ سو گئے تو خداوند خدا نے
انکی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکال کر ادھکی
عورت بنا کر انکے پاس موجود کردی جو کہ حوا
تھیں۔ اور یوں آدم کے لئے بی بی حوا کو باعث
سکنت اور راحت قلبی بنا کر ہم صعب کے
دنوں میں سکنت قلبی کا ذریعہ اصلی راحت کا
سامان اس مادی دنیا میں ایک بیوی کو ہی
بنایا۔ اب بغیر بیوی کے میاں بے گل ابدل
برداشتہ ہوتا ہے اور بیوی بغیر میاں کے۔

مانعت سود کی فلاسفی

اسلام کے اس حکم پر کہ سود نہ لو ابکل کے غیر
مذہب وائے اور اکثر تعلیم یافتہ ریکورٹ مسلمان
ہی یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ سود اور تجارت میں
کوئی فرق نہیں۔ تو پھر سود کیوں منع ہے۔ حالانکہ
سود میں ہی ایک شخص قرض دیتا ہے اور دوسرے منافع
لیتا ہے اور بیع میں ہی ایک چیز خرید کر اس پر نفع
لیا جاتا ہے۔ جب دونوں میں نفع لیا جاتا ہے
تو کیا وجہ ہے کہ ہم سود کو حرام سمجھ لیں اور سود کو
بیع کی طرح نہ سمجھیں۔

اما الجواب۔ بجائے اسکے کہ میں اپنی طرف
سے اس کا کوئی جواب دوں اسی کلام پاک سے
جس نے سود حرام کیا ہے۔ جواب عرض کرتا ہوں
کیونکہ قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جو
اپنے دعوے کی دلیل ہی اپنے ساتھ رکھتی ہے۔
باقی کتابوں کی طرح نہیں کہ مدعی سست گواہ حسیٹ
والا معاملہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
یا ایھا الذین امنوا لا تأخذا کلوا الربوا اضعافا
مضاعفة واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔
(سورۃ آل عمران ع ۱۳۰ پارہ ۱) اے ایمان والو
سود نہ کھاؤ۔ کیوں۔ معصوم سے کہ سود دگنا
چو گنا ہو جاتا ہے۔ اور ڈر و اندیشہ سے کہ تم غلام
باد۔ پس دیکھئے کیسی عمدہ دلیل دی ہے۔

کیونکہ تجارت اور سود میں یہ فرق ہے کہ تجارت
میں انسان جو چیز خریدتا ہے تو وہ اپنی حیثیت
کو دیکھ لیتا ہے۔ کہ میری اتنی حیثیت ہے۔ کیونکہ
حقنی قیمت کی وہ چیز ہے اگر وہ قرض ہی لیا دے
تو اسکی قیمت اتنی ہی رہیگی۔ لیکن برخلاف
اسکے اگر سود پر روپیہ لے تو اگر وہ ایک سال
نہ ادا کر سکے تو ۲ گنا سالہ سود در سود ہو جائیگا
اور دیکھ سال بھر نہ ادا کر سکے تو کس قدر اس پر غم
بڑھ جائیگا۔ بعض دفعہ بڑھتے بڑھتے اتنی ہو جاتی
ہے۔ کہ قرض سے کئی گنا ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہ
قرضہ لپٹوں تک چلا جاتا ہے۔ اور جائیدادوں
کی جائیدادیں اس طرح ہبا ہو جاتی ہیں۔ اور
سود پر قرضہ لینے والے کا ستیاناس ہو جاتا ہے
پس تجارت اس لئے جائز ہے کہ اسکی انتہاء
معلوم ہے۔ اور سود اسلئے منع ہے کہ اسکی کوئی
انتہاء معلوم نہیں۔ اور انتہاء معلوم ہونیکی
وجہ سے یہ خرابی پڑتی ہے۔ اگرچہ یہ ایک شخص کو
فائدہ پہنچتا ہے۔ لیکن دوسرا بچارہ تباہ
ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ مذہب اسلام نبی نوع
کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا ہر تاؤ سکھاتا
ہے۔ اور سود اسکے منافی ہے اسلئے سود سے
منع فرمایا۔ خاکسار (عبدالاحد دالہوی)

ثانی ہرزہ درائی۔ اس رسالہ میں امرتسری بیوی
کی وہ گالیاں جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کو دی ہیں۔ ردیف دارالف میں لیکری تک درج
کر کے اسکا یہ قرضہ احمدیوں کے ذمہ واجب الادا
سمجھ کر خدا کے فضل سے ایسا بے باقی کر دیا ہے کہ
ایک کوڑی بی بی ادھی احمدیوں کے ذمہ باقی نہیں۔

کبھی قابل دید رسالہ ہے۔ قیمت ۲۴
ثانی چکر۔ امرتسری کی بدحواسی اور بار بار ایک
بات سے انکار پھر ادس سے اقرار پھر اس سے انکار
غرض کہ ایسے پکڑیں وہ سچ موعود کے مقابلہ میں
پہنسا ہی جیسا کہ یہ رسالہ غوطہ ہے۔ قیمت ۲۴

نورانیہ

اسلام اور مسئلہ جہاد

اس عنوان کے ماتحت میں ان امور کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جن سے یہ ثابت ہو۔ کہ موجودہ زمانہ میں جنگ برائے افشاء اسلام منع ہے۔ سو اس مقصد کے ثابت کرنے کیلئے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے۔ کہ ابتداء اسلام میں جنگ کیوں کی گئی۔ سو ظاہر ہے۔ کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیاں دوستی کی تھیں۔ (۱) دفاعی۔ اس سے میری مراد وہ لڑائیاں تھیں جو کفار و مشرکین کے مقابلہ کیلئے کی گئیں۔ (۲) سیاسی۔ جو سیاست کے قانون سے کہنی پڑیں۔

ان جنگوں کی تعریفوں سے ہی ان کا باعث معلوم ہوا کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ مسلمانوں کو اس واسطے جنگ کرنی پڑیں۔ کہ ابتداء میں کفار نے مسلمانوں کے دین کو تباہ و برباد کرنا چاہا۔ پس جب اسلامی جنگیں اسوجہ سے ہوئی تھیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ جب یہ وجہ نہ پائی جادے۔ تو پھر اسلامی جنگوں کی ممانعت نہ ہو جائے۔ سو جبکہ موجودہ زمانہ میں دین کے متعلق کوئی روک نہیں تو پھر مسلمانوں کے لئے جہاد کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

وہ سری بات یہ ہے کہ خود بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو بیان فرمادیا کہ میں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جہاد نہ ہو گا۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث یضاحیہ باریعہ مستنبط ہوتا ہے۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ لا یدان احدنا لقتالہم کہ کوئی آدمی ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہ رکھیگا۔ اور دوسری حدیث میں بھی یہی ہے۔ دیکھو الصلیب فرمایا ہے۔ تو پھر مرتضیٰ امینی ضرورت میں ہو سکتی ہے کہ اسکا کسر صلیب

دلائل کے ساتھ مانا جاوے۔ جیسے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

وحر بی بالذلائل لا السہام وقولی لہذہ مشاج القذال میری لڑائی دلائل کے ساتھ ہے۔ نہ تیرو کی تیر اور میری بات تلوار اور گدی کو زخمی کرنے والی ہے اگر خدا نخواستہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوبارہ بعثت کے ساتھ یہ ثابت نہ کیا جاتا۔ کہ اسلام دلائل کے ساتھ پیلا ہے تو واقعہ میں یہ قابل اعتراض بات ہوتی۔

آج کو کسی قوم ہم کو شریعت کے پابند ہونے سے روکتی ہے۔ جب نہیں۔ تو پھر جہاد کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اور بنی کریم قذافی و امی کو اس وجہ سے جہاد کرنا پڑا تھا۔ کہ کفار کی انذارسانی حد سے تجاوز کر چکی تھی۔ اور مسلمانوں کے لئے ایک سدا راہ جی جو ان کو شرعی قوانین پر کار بند ہونے سے مانع تھی۔ لیکن جب موجودہ زمانہ میں کوئی روک نہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ پھر جہاد کو جائز سمجھا جائے۔

تیسری بات جو زیادہ قابل غور ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ اسلام کا حامی ہے۔ اور وہ جہاد کا بھی حکم دیتا ہے۔ تو پھر اس بات میں کیا حکمت ہے۔ کہ مسلمانوں کے پاس سے وہ تمام اسباب و سامان چھین لئے ہیں۔ جنکی بنا پر وہ دیگر اقوام سے جنگ کر سکتے ہیں۔ کیا وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی سلطنتیں کمزور ہو گئی ہیں۔ بلکہ ایک حد تک زائل ہی ہو چکی ہیں اس سوال کا جواب سوائے احمدی فرقہ کے کوئی نہ دے سکیگا۔ اس میں جو حکمت ہے اسکو ہمارے پیارے بنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان الفاظ میں ادا کر رہے ہیں اب ہم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی جمید اسمیں ہے ہی۔ کہ وہ حاجت نہیں ہی (ضمیمہ تحفہ کوثریہ صفحہ ۴۱)

پس مسلمانوں میں تاب مقابلہ نہ پایا جانا یہ سی اسبات پر قطعی دلیل ہے۔ کہ جہاد کی ضرورت نہیں ہے۔ جو تھی بات یہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم تو ہرگز اس مضمون پر حاوی نہیں۔ یعنی اس پر کہ اسلام کیلئے تلوار اٹھائی جاوے۔

دنیا میں تم ہر روز مشاہدہ کرتے ہو کہ جبر کی ضرورت اسے ہی پیش آتی ہے جو کمزور ہو۔ اس طرح تلوار اٹھانا اسکا کام ہے جو دلائل سے نہ منوا سکتا ہو۔ اور ایسی ہدایت اسلام میں جائز نہیں۔ ورنہ اگر جبر ہی ہدایت دینی ہوتی تو دنیا میں کوئی گمراہ نہ رہتا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لو شئنا لا یبقا کل نفس ہدانا۔ و لکن حق القول منی لا صلیت جہنم من الجنة و الناس اجمعین۔ کہ اگر ہم جبر ہی ہدایت دینا چاہتے تو ہر ایک نفس سے منوا لیتے۔

لیکن چونکہ تلوار کفر و نیر بھی جبر ہی ہدایت ہی ہوتی ہے اس لئے وہ ہی خدا تعالیٰ کر لی نہیں چاہتا۔ اور ابتداء اسلام میں مسلمان کو صرف دفاعی طور پر تلوار اٹھانی تھی۔ پھر قرآن کریم فرماتا کہ لو استعازک احد من المشرکین فاستجہ حتی یسمع کلام اللہ ثم اذبحہ و ما منہ۔ کہ اگر کوئی مشرک تم سے پناہ لےوے۔ تو اس کو پناہ دو اور کلام اللہ (قرآن کریم) سنا دو۔ پھر اسکو اسکی امن کی جگہ پہنچا دو۔

اگر خدا تعالیٰ کو جبر کرنا ہوتا تو کیا وجہ تھی کہ ایسے شخص کے متعلق نہ فرمادیا۔ کہ اسکو مسلمان بنا کر چھوڑو۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ لا اسلۃ فی الدین قد تبین المرشد من النبی۔ اسلام کے لئے کوئی زبردستی نہ کرو کیونکہ ہدایت خداوندی سے متبیر ہو چکی ہے۔ اب اگر وہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر وہ نورانی ہی کیا جاتا ہے۔ کہ جہاں دلائل سے کام لے چل سکے۔ لیکن اسلام کے پاس تو وہ دلائل ہی جو پھر کو موم بنادیتے ہیں۔ تو پھر تو اگر وہ کی کیا ضرورت ہے۔

اے مولوی صاحبان! غور کرو۔ غور کرو۔
ماخذ اور غور کرو۔ کہ جس طرز سے تم مسئلہ جہاد کو
تسلیم کرتے ہو یہ تو اسلام پر ایک سخت دھبہ ہے
اور اس وقت جہاد کرنا عقلاً و نقلاً منع ہے۔
خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہاری رہنمائی کی ہے
مسیح موعود کو مبعوث فرمایا۔ قرآن پر غور کرو۔
اور اس کے نکات و معارف سمجھنے کی کوشش
کرو۔ تا خدا تک پہنچ سکو۔

والدین جاہدوا فینا اللہ یتیم

پس اب جہاد یہی ہے۔ کہ تم خود اسلام پر قائم
ہو جاؤ۔ اور دوسروں کو تبلیغ کرو۔ خواہ وہ
مانیں یا نہ مانیں۔ والسلام علی من تبع الہدے
فاکسار اللہ دنا جانہ لہ

ضلع گونڈہ میں مسلمانوں کی حالت

وہاں مبلغ احمدیت کی ضرورت کا

اظہار

لکھنؤ سے قریب ایک سویا اس سے زیادہ
میل کے فاصلہ پر ایک ضلع آتا ہے جو کہ ضلع
گونڈہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ ایک جنگل
ہی۔ جہاں سے گورکھپور اور نیپال گنچ۔ پڑا
اور ممبئی پور کا بڑا مہور لائن گئی ہیں۔

یہ ایک نہایت زرخیز علاقہ ہے۔ جو کہ نیپال
کی دانتی اور بھائیہ کے سایہ کے نیچے ہے۔ اسکو
نفلوں میں تراشی پوتے ہیں۔ آبادی کے لحاظ
سے گنجان آباد ہے۔ اس علاقہ کے مسلمان طرز
نام کے مسلمان ہیں۔

اس علاقہ میں ایک جنگل ہے۔ جو کہ ہمالیہ
سے شروع ہو کر سیلوں نیچے کی طرف چلا گیا ہے
جنگل نہایت گنجان ہے۔ اس کے بعض حصے بڑے

اور پیال پور اور کپورتھلہ ریاست میں ہیں۔
اس جنگل میں ایک ندی گوانے کے نام سے
مشہور ہے۔ جسکو دیکھ کر انسان کو خدا کی
قدرت یاد آتی ہے۔ بعض جگہ سے جنگل
قریباً تین میل بعض سے دو میل چوڑا ہے
اور ندی بیچ میں ہے۔ اس ندی کا پانی نہایت
صاف شفاف ہے۔ جتنے کہ پانی کے نیچے
سے زرہ زرہ ریت کا نظر آتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس ندی کو جنگل
میں واقع کیا ہے۔ ویسا ہی اسکے پانی میں
صفت رکھی ہے

کہ چاہے کسی ثقیل غذا کھا کر اس پانی
کو پیاجا وے۔ غذا ہضم ہو جاتی ہے۔
جنگلی جانور جن کا نڈا وہی گوشت وغیرہ
ہے۔ محض انکی خاطر اللہ تعالیٰ نے ان
حیوانوں پر رحم کر کے ندی کا پانی انکے پینے
کو دیا ہے۔

اس علاقہ کے مسلمان اور ہندو کی یہ حالت
ہے۔ کہ محرم۔ مسلمانوں سے ہندو زیادہ
شاندار کرتے ہیں۔ اور ہندو بہت عزت کی
نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

مسلمان محض نام کے مسلمان ہیں۔ اور
مسلمانوں والا ایک وصف بھی ان میں نہیں۔
اگر کتا ہری حالت کو دیکھا جاوے۔ تب بھی
مسلمانوں کے نام۔ بچن۔ سہرت۔ گوے۔
ہوندو کے نام سے موسوم ہیں۔ کیا
رونے کا مقام ہے۔ جہاں کے مسلمانوں
کے نام ایسے ہیں۔ وہاں کی علمی حالت کا
اندازہ تو خود بخود لگ سکتا ہے۔

شاید بیس فیصدی مسلمان ہونگے جو کہ
نماز سے واقف ہونگے۔ اور پانچ فی ہزار
ہونگے۔ جو کہ نماز پڑھتے ہونگے۔ وہاں کے
مسلمان اس قدر علم دینی سے بے پرہ ہیں۔
کہ اگر انکو یہی پوچھا جاوے۔ کہ تم جانور کو

ذبح کرتے وقت کیا پڑھتے ہو۔ تو انکو یہ
بھی معلوم نہیں۔

اگر قصابوں سے پوچھو۔ تو وہ جواب دیتی
ہیں کہ چھری ہمارے باپ دادا کے نام کی
پڑھی ہوئی ہے۔ یعنی (ہمارے باپ دادا کو
ذبح کا علم یاد تھا) وہ پڑھ کر اس پر ہونک مار
گیا ہے۔ اب ذبح کے وقت پڑھنے کی کوئی
ضرورت نہیں۔

بعض مسلمان تو ایسے ہیں۔ انکو یہ خبر نہیں
کہ کلمہ کیسے پڑھا جاتا ہے۔ جتنے کہ مجھے خود
ایک مسلمان ملا۔ اور باتوں ہی باتوں میں
میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کلمہ بھی
آتا ہے یا نہیں۔ تو اسنے صاف کہا کہ مجھے
نہیں آتا۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ کلمہ تو
مجھے پڑھ لے۔ اگر نماز کا مشوق ہے۔ تو
بھی سیکھ لے۔ لیکن اس بیچارے کو اتنی
فرصت کہاں تھی۔

مدعا یہ کہ مسلمانوں کی حالت دیکھ کر دنا
آتا ہے۔ اس علاقہ کا یہ حال ہے۔ کہ ایک
سال میں وہاں گیا تو دیکھا کہ ایک عورت
ایک شخص کے گھر میں رہتی ہے۔ جب دو
سال گیا تو معلوم ہوا کہ وہ عورت اسی مرد
کے گھر سے چلی گئی ہے۔ اور دوسرے کے
پاس رہتی ہے۔ دوسرے نفوں میں پنجاب
میں تو مرد عورت کو طلاق دیتا ہے۔ وہاں
عورت مرد کو طلاق دیتی ہے۔ اگر عورت کا
جی چاہے رہے۔ اور جی نہ چاہے تو چلی جائے
باہر دیہات میں دیکھا ہے کہ قبرستان
بالکل نہیں۔ یہاں تک کہ کسی کو قبر کھودنے
کا بھی ڈھنگ نہیں۔ ایک گڑھا کھودا۔
اور مرد کے کوڈال دیا۔ بھلا وہ جنازہ
کیا پڑھتے ہونگے۔ ویسے یہ لوگ بہت
مستعار ہیں۔ غافل و بے پرواہ ہیں۔ تو بہت
ہی گرویدہ ہیں۔

مسح ابن اللہ اور ایک جاٹ

اگر ان لوگوں کو ہدایت کر کے والا ہو۔ تو فوراً مائل ہو جاتے ہیں۔

ہاں اس ملک میں ہندو اور مسلمان کی خصوصاً ایک پہچان ضرور ہے۔ کہ مسلمان کی ڈاڑھی ہوگی۔ اور ہندو کی ڈاڑھی نہیں ہوگی۔ یعنی ان کے خیال میں صرف ڈاڑھی میں ہی ہندو اور مسلمان کا فرق ہے۔ جمعہ کی نماز کے دن عموماً سے زیادہ مسلمان جمع ہو جاتے ہیں۔ اور جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ اور انکی نازک حالت دیکھ کر رونا آتا ہے کہ ایک کتاب انہوں نے رکھی ہوئی ہے۔ جس پر عربی میں خطبہ لکھا ہوتا ہے۔ وہ پڑھ دیا نہیں کافی ہے اس لیے کہے ہوئے خطبے کو نہ تو عربی میں ہی کہی صحیح پڑھتا ہے۔ اور نہ اس کے معنی سمجھ سکتا ہے۔ پہلا جب تک پڑھ کر ان کو نہ سمجھایا جاوے اور ان کو نیک و بد سے نہ ڈرایا جاوے۔ ان کے لئے جیسے عربی جیسے فارسی جیسے انگریزی بھلا جہاں ایسے مسلمان ہوں۔ اور ایسی تعلیم ہو۔ تو وہاں مسلمان کیا ترقی کر سکتے ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ کوئی کفن بدوش احمدی درود لے کر کہنے والا ابھر آئے۔ اور ان نامہ افوں کو مسلمان بنائے۔ آئمیں والا احمدی محض اللہ کے لئے قدم اٹھا کر جنگل میں خدا کے دین کی خاطر پھر تان سجادت سمجھ جفا کش ہو۔ راہ ہوئی میں تکلیف اٹھانے میں راحت سمجھتا ہو۔ پھر بات ہے۔ - مکمل بشیر علی -

فیصلہ خدائی - اس رسالہ میں ثناء اللہ بر مسلمات ثنائی اور تسری کے پیش کردہ اصول اور اسکی بنی ہوئی معیار کے مطابق ثناء اللہ کی حیات حضرت مسیح موعود کی حدت کا ایسا ثبوت ہے جس سے ثناء اللہ کو انکار کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ قیمت ۰.۶

ایک دفعہ ایک دوست نے سنایا کہ گجرات میں (غالباً) ایک پادری صاحب منادی فرما رہے تھے۔ کہ مسیح ابن اللہ ہے۔ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور میاں صاحب یعنی ملا (ہی وہاں آئے تھے اور نگلی آپنی اور سچی منادی آپس میں گفتگو ہونے لگا۔ ملا صاحب کو اپنی لیاقت کا گھنڈہ پادری صاحب کو منادی کا ذوق۔ خیر ایک طرف سے ایک غریب جاٹ بھی آنکلا۔ ملا صاحب کو کہنے لگا۔ میاں جی کیا بات ہے۔

میاں جی۔ یعنی بابو صاحب (یعنی منادوں کو عام طور پر بابو ہی کہا جاتا ہے) کہتے ہیں کہ مسیح ابن اللہ تھے۔ اور خدا کے بیٹے تھے۔

جاٹ پھر کیا بات ہے۔
میاں جی میں کہتا ہوں کہ ایسا مذہبی زندہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ ہوسیع بلہ روم ۹ اور خدا کا بیٹا "متراوت" مسیح کا ہے۔ یوحنا ۳ پھر تفسیر والے ہی ہی کہتے ہیں۔ کہ مسیح "متراوت" ہے۔ خدا کے بیٹے کا۔

پھر پادری صاحب کہتے ہیں کہ مسیح روح اللہ ہے۔ اس لئے ہی وہ روح اللہ ہوئے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ انجیل میں روح اللہ یعنی قدرت خدا ہی آیا ہے۔ متی ۳

اور روح مجھے علم و فہم ہی آیا ہے۔ خروج ۳۱ تو زیادہ سے زیادہ مسیح روح اللہ کے معنی ہوئے کہ مسیح کو علم و فہم خدا نے دیا تھا۔

پانچ سات منٹ تو جاٹ کھڑا باتیں سننا رہا۔ پادری صاحب دعویٰ کریں ملا صاحب جھوٹ انجیل سے کچھ اور دکھادیں۔

اسپر جاٹ کو غصہ آیا۔ اور وہ اپنے جاٹوں کی سادگی میں پادری سے مخاطب ہوا۔ کہ "سن او بابو آ" (یعنی بابو صاحب منشی)۔ آپ کیا کہتے ہیں۔

پادری۔ میں کہتا ہوں کہ مسیح ابن اللہ تھے۔ جاٹ بن دین میں نہیں جانتا۔ سید ہی بات کر رہا تھا۔ یہ مطلب ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا تھا۔

پادری ہاں جاٹ۔ اچھا تو میری بات کا جواب دیں۔ میں کوئی علم و فہم تو جانتا نہیں لیکن ہمارے ملک میں بیٹوں کی تین قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) پوت (۲) کپوت (۳) سپوت۔ پوت۔ وہ ہوتا ہے جو باپ سے زیادہ ترقی کرے۔

کپوت۔ وہ جو باپ کے کام کو سنوارنا یا اسی حد تک رکھنا تو درکنار باپ کے کئے کو خراب کرے۔

سپوت۔ وہ جو باپ کی جگہ کو بڑھائے اور اس کے چلائے ہوئے سلسلوں کو ترقی دے۔

اب آپ بتائیے کہ مسیح کس قوم میں داخل ہے۔ اگر وہ پوت ہے تو جس طرح خدا نے ایک زمین آسمان بنایا تھا۔ اسی طرح کا ایک زمین آسمان وہ بنا دیتا۔

اور اگر سپوت تھا تو پھر خدائی کارخانہ کو اور بھی ترقی دیتا۔ اور وہاں ہی زمین آسمان کئی اور بنا دیتا۔

اور اگر وہ کپوت تھا تو خدا کے بنائی ہوئے سلسلوں کو تباہ کر دیتا۔

لیکن آپ بتائیں کہ مسیح نے کیا کیا۔ اسپر پادری صاحب چپ رہ گئے۔ چاروں مذہب حرام جو انہوں نے ایک لفظ ہی منہ سے نکالا ہو۔ خاک رنفس الرظن

صداوق کلمات۔ یہ رسالہ امرت سوری مکتب کے رسالہ مہضوات مرزا کا جواب ہے۔ جس میں ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اقوال کو لکھ کر یہ دعویٰ کیا تھا کہ ان میں اختلاف ہے جس سے مرزا صاحب کی تکذیب ہوتی ہے۔ اس کے ان مہضوات کی لا جواب تردید اس رسالہ میں ہے قیمت ۰.۶

القرآن فی رمضان

از افاضات مولانا حافظ روشن علی صاحب (مرتبہ قاضی اکل)

۲۸۹ واجعلوا بیوتکم قبلہ۔ گھر میں ہی نماز پڑھنے کی جگہ چاہئے۔ دوم آئینے سامنے گھر بناؤ۔ سونوں کا محلہ الگ ہو۔
۲۹۰ انجیلک کسی خشک جگہ پر ڈال دینے فرعون کا جسم مل گیا۔ اور عجائب خانہ میں پڑا ہے۔

۲۹۱ فان کنت۔ یعنی اے مخاطب
۲۹۲ ثم ننجی (رسلنا)۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آئندہ ہی رسول آئیگا۔ تعجب ہے کہ سانپوں اور بچپوں کا بیج بقار نسل تو رہا اور رسولوں کا بیج ماریا ایسا نہیں ہو سکتا۔

۲۹۳ اُحکمت الایاتکر منصوبہ ہیں اور مفصل نہیں کوئی پیچیدگی نہیں۔
۲۹۴ وامن دابة۔ کفار کے پوشیدہ منصوبے جیسے مارے ہیں۔ انھم یشنون فرمایا وہ یہی نکال دینے کی تجویزیں کر رہے تھے فرمایا کہ رزق کیا بند نہیں کر سکتے۔ نہ تمہارے کسی بھوکوں مار سکتے ہو۔ وہ خود اپنے بند حامی و ناصر ہے۔

۲۹۵ فاعلک۔ یہ اظہار شفقت کیلئے نقل فرمایا
۲۹۶ لوف الیہم اعمالہم۔ پس کفار اگر قوانین الہی کی پابندی سے قائمہ انکفار ہے یہی تو یہ ٹھیک ہے جو محنت کرنا ہی اسکا اجر ملنا چاہئے۔

۲۹۷ یتلوہ شاہد صندہ۔ یہ سچ موعود کا ذکر ہے کہ وہ اگر حضرت محمد رسول اللہ کی صداقت دنیا پر ثابت کریگا۔ اس صلاحت

کے زمانے میں جب ایمان ثریا پر جا چکا ہوگا۔ اور مسلمان اذلہ ہونگے۔

۲۹۸ باعیننا۔ ہماری حفاظت میں۔

۲۹۹ ولا تخاطبہ۔ نبی رحمہ دل ہوتے ہیں۔

سفارش پر آ جاتے ہیں اسلئے یہی شمع فرما چکا

۳۰۰ فارالتور۔ تنور (جسپس روٹیاں پکاتے ہیں۔ یعنی آگ کی جگہوں پر یہی پانی نظر آئیگا۔ (۲۵) وجہ الارض (۳۳) صبح کا وقت

۳۰۱ الا من دحر۔ یعنی لوح۔

۳۰۲ لیسماء اقلعی۔ اوبادل ہٹ جا۔ طوفان

انہی مقامات میں آیا۔ جہاں لوح کی قوم تھی

۳۰۳ انہ عمل غییر صالح۔ عامل غیر صالح۔

۱۳ جون ۱۹۱۹ء

۳۰۴ ہذہ خاقۃ اللہ۔ خدا تعالیٰ پہاڑ سی

اوشنی نکالنے پر قادر ہے۔ مگر امکان اور

چیز ہے اور وقوع اور جب تک قطعی دلیل

نہ ہو۔ ہم کس طرح عام قانون قدرت کے

خلاف عقیدہ رکھ سکتے ہیں۔

۳۰۵ الصیحة۔ نقلی سخن شدید آواز

عذاب شدید کیونکہ اسکے آنے کے وقت لوگ

چنچ اٹھتے ہیں۔ صاج الزماں لڈل برف

صیحة صبح کے معنی حادثہ۔ گردش زمانہ

۳۰۶ ولقد رسلنا۔ یہ فرشتے تھے انسانی صورت

میں مشتمل۔

۳۰۷ سلما۔ سلما سے کدو زمانہ پایا جاتا ہے

اوسلم میں پھینگی باکی جاتی ہے حضرت

ابراہیم نے سلام کا جواب پڑھ کر دیا۔

۳۰۸ فما لبث ان جاء۔ اس سے ہمارے شیخ

استدلال کرتے تھے۔ کہ مہمان کی تکریم ہی ہے۔ کہ اس کے سامنے کھانا رکھ دیا جائے یہ نہ پوچھا جائے کیوں جی آپ کھانا کھا بیٹھے یا نہیں۔

۳۰۹ صلیت نہیں پڑی حیض آ گیا۔

۳۱۰ یعقوب۔ بیٹے کے ساتھ پوتے کی نشا

فضل خاص پر دلیل ہے یعنی بیٹا زندہ

رہیگا۔ نسل چلیگی۔

۳۱۱ علیکم اہل البیت۔ یہاں سے معلوم ہوا

کہ اہل بیت میں بیوی ضرور داخل ہے

۳۱۲ دضاق ہمد ذرقا۔ مہمان نوازی کی وجہ

سے نہیں۔ بلکہ اسلئے کہ اس بستی والوں

نے غیر قوموں کے آئینے منع کر رکھا تھا

۳۱۳ هن اطہر لکھ۔ نہایت صفائی کا موجب

ہیں۔ میری بریت کرتی ہیں۔ لڑکیاں

دو وجہ سے کہیں۔ اگر تم سمجھتی ہو کہ

میں جاسوسوں کو پناہ دیتا ہوں۔ تو

بطور پرغمال یہ لڑکیاں رکھ کر تحقیقات

کرو۔ انہوں نے کہا لڑکیاں پرغمال میں

نہیں لی جاتیں۔ تم جانتے ہو جو ہم جانتے

ہیں۔ یعنی یہ اجنبی ہیں انہیں سزا دیں۔

دوم لڑکیاں اسلئے کہ اگر میں اپنے

گاؤں کا خیر خواہ نہیں تو میں لڑکیوں والا

ہوں یعنی زیادہ بے حرمتی کا خوف ہو سکتا

ہے۔ اگر وہ فعل بد کے لئے مہمان لوٹ

کو چاہتے تو پھر اللہ تمہارے علم عن العلین

کیوں کہتے۔ کیونکہ اس صورت میں تو

وہ کہتے (کہ ایسے شکار روز آ کر ہیں)

۳۱۴ ولا یلتفت منکم احد۔ یعنی جلدی

نکل جاؤ۔ پیچھے کا قدر نہ کرو۔ انقطاع کمال

۳۱۵ ان ربی رحیم وہود۔ بڑی رحمت

کر نیوالا ہے۔ عیسائیوں کو اسی فقرے

پر ناز ہے کہ خدا محبت ہے مگر وہ دوس

سے بڑھ کر ہے۔

۳۱۶ لیو جہنمہ و جہنم (۱) برا بھلا کہنا۔ (۲) نکال دیتے (۳) پتھر سے مارنا قتل
۳۱۷ لا نکلم۔ یہاں کلام کو مراد سفارش تک
۳۱۸ ما دامت السموات والارض۔ یہ کماؤ
ہے ہمیشگی کے متعلق۔

۳۱۹ ولا یزالون مختلفین۔ بعض اختلاف
موجب جنت ہوتے ہیں۔ ہر نبی کی جنت
کو دوسرے لوگوں سے اختلاف کرنا چاہیے
۳۲۰ اب سورہ یوسف شروع ہوتی ہے۔
کہ یہ دراصل حضرت نبی کریم کے آئندہ
حالات کا آئینہ ہے۔

(۱) دوم یہ کہ خدا جس بات کو کرنا چاہے
وہ مخالف حالات کو موافق بنا دیتا ہے
خدا نے یوسف کو لہذا دی کہ بڑا بڑا بیٹے
مگر بیٹے بنوئیں میں ڈال دیا۔ غلام بن گئے
پھر قید ہو گیا۔ مگر نبی باتیں آخر انکی عزت
ورفت کا موجب ہوئیں۔
زیادہ ذیل سمجھتے تھے۔ انہی کو زیادہ
عزت کرنی چاہی۔

۳۲۱ لعلکھ تعقلون۔ یعنی اہامی کتاب کی
زبان ذرا زبان ہو۔ قوم اسکی بولنے والی
ہی ہوتا کہ سچی جائے ویکہ طیرج نہیں
کہ اسکی زبان نہیں بولی نہ جاتی ہو۔

۳۲۲ الر اور الامر میں یہ فرق ہے کہ جہاں نظری
باتیں ہوں وہاں مآ۳۲۳ ہے اور جہاں
رئیت واقعات کے متعلق وہاں ر
۳۲۳ احسن القصص۔ یہ قصص ہے بعض
لوگ اسے قصص کے معنوں میں لیتی
ہیں۔ حالانکہ غلطی ہے قصہ مراد نہیں
بلکہ بیان مراد ہے۔

۳۲۴ من تاویل الاحادیث۔ تاویل کا علم
خدا کی موصیبت ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں مرزا
تاویل کرتے ہیں۔ وہ تو یا گواہ بنتے ہیں۔
اسکے کہ اس نعمت سے ہم (امدی) ہی مختار

ہیں۔

۳۲۵ ویتیم نعمتہ علیک۔ یہ تعبیر ہے اس
روایت کی۔ سجدہ کرنا بھائیوں کا۔ یہ میری
نزدیک اس روایت کی تعبیر نہیں بلکہ تعبیر ہی
ہے۔ جو کہ یوسف کے باپ نے کی ہے۔
اور اسی کو دیکھ کہ ان سب نے خدا کے
حضور میں سجدہ کر لیا۔

۳۲۶ و اخاف ان یاکله الذائب معلوم ہوا
کہ حضرت یعقوب کو کشفی طور پر سب کچھ
دکھایا جا چکا تھا۔

مگر یہ راز الہی وہ ظاہر نہ کرتے تھے۔ اور
تقدیر کی موافقت کرتے رہے۔ اس کے
خلاف نہ کیا تا خدا کے عجائبات ہوتے
جائیں۔

۳۲۷ بصاعۃ۔ مال فروخت بنا کر چھپا دیا
چونکہ نصاریٰ نے طعن کیا ہے کہ رسول اللہ
نوںڈی کی اولاد سے تھے۔ خدا نے بتایا
کہ سب بنی اسرائیل فرعون کے غلام پھر
حضرت یوسف ہی غلام۔ اسلئے سب
بنی اسرائیل غلام زادے ٹھہرے۔

۳۲۸ مشوہ۔ ارمی یوسف کی بجائے
ارمی مشوہ کہا مبالغہ ہے۔ اسکی
عقبہ ہی معزز معلوم ہو۔

۳۲۹ عسلی ان ینفعنا۔ ہمارے شیخ اچھا
ذوق بیان کرتے تھے۔ کہ نیوگ مراد ہے
۳۳۰ وراودتہ۔ یہ ادس کے محسن ہونیکا

ثبوت دیا۔ کہ (۱) جوان ہیں (۲) عورت
معزز بلانے والی (۳) کسی کے دیکھنے کا
اندیشہ نہیں۔ نہ مانیں تو نقصان پہنچے
کایقین۔ پھر بھی بچ گئے یہ کمال احسان
ہے۔

۳۳۱ المخلصین۔ مخلص ہے۔ مخلص
اس سے کم ہے۔

۳۳۲ ما جزاء من اراد۔ اس سے معلوم ہوا کہ

عشق صادق نہ تھا ورنہ محبوب پر الزام نہ
لگائی۔ الزام ہی جھوٹا۔
۳۳۳ شغفہا حباً۔ یوسف اس عورت کا دل
چسید کر ہمیں داخل ہو گیا۔ کمال عشق
سے کنا یہ ہے۔

۳۳۴ سمعت بمکرمین۔ مکر اسلئے کہ انہوں نے
چرچا اسلئے کیا کہ امراۃ الطیر انہی
محبور ری ظاہر کرنے کے لئے آئیں ہی
دکھادے۔

۳۳۵ اکبر اندر۔ یعنی جو کچھ ان کے ذہن میں تھا
اس سے بڑھ کر پایا۔

۳۳۶ رب السبعین احب الی حضرت محمد کو
جب قید کا حکم ہوا۔ تو فرمایا قرآن حفظ کر نیکا
موقع نہیں ملتا تھا اب کر لینگے۔ چنانچہ حب
قرآن مجید حفظ کر چکے تو رات کا پیر دانہ آگیا
لیسنی (دب خنجر) خواب کہی یعنی پورا ہوا
ہے کہی اس نظر کے کچھ معنی ہوتے ہیں
ذکر دیر۔ اس شخص کو اپنے رب کے سامنے
ذکر کرنا ہول گیا۔ اور اچھا ہوا کیونکہ خدا
اس علاقہ کے بادشاہ سے بریت اور بہتر
عزت کرانا چاہتا تھا۔

۳۳۸ لقرات سمان۔ سیلوں کو چارہ ملے اور
محنت کم تو موٹے ہو جاتے ہیں۔ اس سے
آپ سمجھے کہ خوشحالی ہوگی۔ اور ارزانی
و اخرا یقینت۔ ایک بال دیکھنے سے قحط
سالی کا استدلال۔ یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ
خواب میں بطور نمونہ دکھایا جاتا ہے۔
پس نبی کریم نے اگر دجال ایک دیکھا
تو اسلئے یہ معنی نہیں کہ وہ ایک ہی شخص ہوگا
بلکہ اس قسم کے لوگوں کا نمونہ دکھایا گیا۔

۳۳۹ ذلک لیعلم۔ یہ یوسف علیہ السلام کا کلام ہے
میرے نزدیک جیسا کہ طرز کلام سنو ظاہر ہی ہوگا کہ یہ عزت
کی بات ایک نبی ہی کے منہ سے نکل سکتی تھی قال ما خطبک
بطور حجت عرضہ ہی اسکی مثالی دیکھئے۔ سورہ مریم کو

ترکی شرایط صلح

شمارہ ۱۳۷- مئی

اتحادیوں نے جو شرائط صلح ترکی کے سامنے پیش کی ہیں ان کے حسب ذیل اہم واقعات گزٹ آف انڈیا کی ایک غیر معمولی اشاعت میں آج شام کو شائع ہوئے ہیں۔

(۱) ترکی کے سرحدی حدود وہی ہونگے جو مقرر کردئے گئے ہیں۔ لیکن جہاں ضرورت ہوگی اس پر باؤنڈری کمیشن (جو مقرر کی جائیگی) نظر ثانی کرے گی اس حد بندی کے مطابق ترکی میں قسطنطنیہ، تھریس کا ایک حصہ اور ایضاً کوجک کے وہ مل مقامات ہونگے۔ جہاں ترکی آبادی غالب ہے۔

(۲) قسطنطنیہ میں ترکی حکومت کے حقوق و اختیارات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ لیکن ترکی نے اگر شرائط صلح کو وفاق داری کے ساتھ پورا نہیں کیا۔ تو اس حالت میں اتحادیوں کو اس فیصلہ کے رد و بدل کا حق حاصل ہوگا۔

(۳) آبنائے کی ایک کمیشن بحروم، بحر اسود، دروانیال اور باسنوفس کے دہانے اور ہر دہانے سے تین میل تک کے سمندر پر حکومت رکھے گی۔ اس کے علاوہ سواحل پرانی دوز تک حکومت ہوگی جس کی ضرورت ہو اس کمیشن کا فرض ہوگا کہ صلح اور جنگ کے زمانہ میں ان سمندروں میں آزاد جہاز رانی قائم کرے۔

(۴) مقامی حکومت خود اختیاری کی ایک سکیم کردستان کے لئے مرتب کی جائیگی۔ جس میں کسیر یا ئی کلدانی اور دوسری قلیل التعداد قوموں کی حفاظت شامل ہوگی۔ اگر ثابت کیا گیا کہ کردستان کی کثیر التعداد آبادی علیحدہ ہونا چاہتی ہے۔ تو جمعیت الاقوام (لیگ آف نیشن) بعد میں اسکا

فیصلہ کرے گی کہ کردستان کو ترکی سے آزاد کیا جائے یا نہیں۔

(۵) سمنا کے بعض حصے علیحدہ ہونگے۔ جن پر یونان کی حکومت ہوگی۔ ترکی کا اقتدار اسی وقت تک قائم رہیگا۔ جب تک سمنا کی آزاد حکومت خود اپنی قسمت کا فیصلہ نہ کرے۔

(۶) قسطنطنیہ کے ٹکڑے کو چھوڑ کر مشرقی تھریس یونانیوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ اگر نہ کو مقامی حکومت خود اختیاری دید جائے۔

(۷) ترکستان کے اضلاع آرمینیہ کے بعض حصے موجودہ ارمن جمہوری سلطنت میں داخل کر لئے جائیں۔ اور بعض اضلاع میں ترکی اور آرمینیہ کے مابین کی حد بندی ریاست متحدہ کے صدر کی ثالثی میں دے دی جائے جس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا۔ اس کے علاوہ آرمینیہ کے اُس عہد و پیمان پر بھی صدر فیصلہ قطعی ہوگا۔ جس کا تعلق آرمینیہ کے داخلہ بحریہ سے ہے۔

(۸) شام، عراق، عرب اور فلسطین عارضی طور پر خود مختار ریاستیں تسلیم کر لیا جائیں۔ مگر جب تک کہ انہیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی صلاحیت نہ آئے۔ نظام ملکی میں ان کو کسی حکمران حکومت کے مشورہ اور ہدایت پر چلنا ہوگا۔ شام کی حکمرانی فرانسیسی کو ملی ہے اور عراق، عرب اور فلسطین کی حکمرانی برطانیہ کے حوالہ ہوئی ہے۔ فلسطین کی حکمرانی میں اس بات کی قید لگائی گئی ہے۔ کہ ۱۹۱۸ء کے آٹھ نومبر کے اس اعلان کو عمل میں لایا جائے۔ جو یہودیوں کے لئے ایک قومی مسکن

(یا موطن ملیہ) کے قائم کئے جانے کی چیز سے متعلق ہے۔

(۹) حجاز کو آزاد اور خود مختار ریاست تسلیم کر لیا گیا۔ شاہ حجاز اس بات کے ذمہ دار ہوتے ہیں کہ دیگر ممالک سے خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کو آئے وائے حاجیوں کی راہ میں سہولت اور آسانی پیدا کی جائیں گی۔

(۱۰) حکومت ترکی۔ مصر۔ سوڈان اور قبرص سے دست بردار ہوتی ہے۔

(۱۱) مراکش اور تونس پر ترکی فرانسیسیوں کی حکمرانی حکومت تسلیم کرتی ہے۔

(۱۲) اور بحر الچین کے بعض جزائر سے اپنا قبضہ اٹھا لیتی ہے۔

(۱۳) ترکی کی فوجی۔ بحری اور ہوائی طاقتوں میں متدرجہ ذیل کا شمول ہوگا۔

(۱) سلطان المعظم کے باڈی گارڈ جو قسطنطنیہ میں رہیں گے۔

(۲) سلطنت میں بین الاقوامی امن و امان قائم رکھنے کے لئے اور قلیل التعداد قوموں کی حفاظت کی غرض سے جنرل ماکس فون ہسنگی۔

(۳) خاص دستے جنرل ماکس فون ہسنگی اور سر جارج پرغیر معمولی واقعات کی صورت میں نظام کے لئے ہونگے۔ باڈی گارڈ کی تعداد ۶۰۰ سے تجاوز نہ کرے گی۔ اور جنرل ماکس فون ہسنگی خاص دستے ۵۰۰۰ تک ہوں گے۔

کل جنگی جہاز سے جو ترکی بندروں میں نظر بند ہیں۔ ترکی دست بردار ہوتی ہے۔

ترکی جنگی بیڑا آباد و زکشتیوں اور بات سلا فوں کی تعداد تک محدود ہوگا۔

فاروق نصف قیمت

کے نصف قیمت پر ایسے نہیں غیر مستطیع اصحاب کے نام جاری ہو سکتے ہیں۔ جو اخبار کے شائق ہوں یہ ایک معزز بزرگ سلسلہ احمدیہ کی امداد سے جاری ہونگے۔ جنہوں نے پانچ روپیہ یا ہوا کی امداد فاروق کو عطا فرمائی ہے۔ اسلئے اس امداد کو اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ بیش پرچے نصف قیمت پر بحساب ہوا پیسہ سالانہ بیش اصحاب کے نام جاری کر دئے جائیں۔ لہذا سچی اصحاب بہت جلد دفتر فاروق میں دو روپیہ کا منی آرڈر بھیج کر سال بھر کے لئے فاروق اپنے نام جاری کرالیں یا دی بی منگالیں۔

یتامی اور رمضان رمضان المبارک میں ہمارے سلسلہ کے خدا ترس اصحاب اپنے مرحوم احمدی بھائیوں کے یتیم بچوں کا جو احمدیہ یتیم خانہ قادیان میں پرورش پا رہے ہیں۔ خاص خیال رکھیں۔ اس بچے روزہ رکھنے والے ہیں۔ چنگے واسطے افطاری اور کھانا وغیرہ دیا ہی ہونا چاہئے جیسا کہ ہم اپنے واسطے چاہتے ہیں۔ لہذا اصحاب ضرور ان یتیم روزہ داروں کو یاد رکھیں۔

خالص ایرانی قالین

میں نے خدا کے فضل سے سرکاری ملازمت کو چھوڑ کر کے پیش حاصل کر لی ہے۔ اور بلوچستان میں خالص ایرانی قالین کی تجارت شروع کی ہے۔ یہاں قافلے براہ راست ایران سے قالین لیکر آتے ہیں ان سے قالین خرید لئے جاتے ہیں۔ جو پنجاب اور کوئٹہ کی نسبت بہت عمدہ اور ارزاں ملتے ہیں۔ علاوہ ان میں لیشم دنبہ۔ عناب۔ پستہ۔ بادام۔ چھٹ۔ اولی لادنسکی وغیرہ اشیاء بھی یہاں کثرت آتی رہتی ہیں۔ جن اصحاب کو عمدہ اور ارزاں نیز قابل اطمینان اشیاء سچی قسم بالاک کی ضرورت ہو۔ وہ بہت ذیل سے خط و کتابت کر کے خرید سکتے ہیں۔

ایڈمنڈ آرمز مگر یہ کرو۔ المٹھن بلوچ عمر حیات پشاور احمدی معرفت جو ہمدی خدا بخش صاحب ٹھیکیدار دارالامان ہند براہ نوشکی۔ (بلوچستان)

محب وائیں طلبہ نائیں

(۱) شربت فولاد۔ جو طاقت اور خون صالح پیدا کرتا ہے۔ قوت ہاضمہ کو قوی کرتا ہے اعضا و ریسہ کو تقویت بخشتا ہے۔ فی بوتل کلاں سے۔

(۲) شربت دفع قبض۔ قبض کو دفع کرتا ہے اور ہلکا کسی ضعف و کمزوری کے اجابت با فراغت روزانہ ہو جاتی ہے۔ کسی قسم کا پرہیز نہیں۔ فی بوتل کلاں سے۔

(۳) چلنی۔ نہایت خوش ذائقہ ہے غذا کو ہضم کرتی اور اشتہا کو بڑھاتی ہے۔ فی سمیر ایکرو پیہ عہ

(۴) بخار کی گولیاں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے بخار کو دور کر کے خون کو صاف کرتی ہیں۔ اور قبض نہیں ہونے دیتی۔ فیدرجن ۱۲

(۵) حب قبض کشا۔ ہر قسم کے قبض کو دفع کرتی ہیں اور ہلک لگاتی ہیں۔ فیدرجن ۱۲

(۶) علاوہ ان میں ایسے مایوس مریضوں کا جنکے اولاد نہیں ہوتی اور تمام عمر علاج کرتے کرتے لڑ گئی۔ اور پھر ناکام رہے۔ خدا کے فضل سے اگر وہ میرا علاج شروع کر دیں تو انشاء اللہ اس قادر مطلق کے حکم سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صدقے سے انکے گھر اولاد ہوگی جو مفصل حالات لکھ کر بھیجیں اور کا علاج کیا جائے اور کامیابی خدا کے فضل و رحم سے ہر روز ہوگی۔ خدا کی ذات سے ناسید ہونا مومن کی شان نہیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس عاجز کے تیار کردہ شربت فولاد اور چلنی کا استعمال فرمایا ہے ہر دو ادویات کو مفید یا کرار شاد کیا کہ کہ میری تیار کردہ ادویات کو حاجتمند اجاب فرمائے استعمال کریں میں اور وہ بھی تیار کرتا ہوں جنکی مفصل مفسدہ ذیل ہتہ می خدا و کتابت کر پھر معلوم ہو سکتی ہے ادویات مند جبہا سریر تاثیر ان مفید تر ہیں محصور لاک ہر خط و خطا ہوگا المٹھن حکیم نور احمد احمدی اینڈ کو تیا جہ پٹیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا مصدقہ میرا اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا بھائی

سرمہ میرا دست سلامت

اصلی میرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں میرا پیش کیا۔ اپنے اسے بہت پسند فرمایا۔ کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزار بار پیہ کھاتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بیدار و الحکم اور رسالہ میگزیں میں اسے شائع کیا اور خدا کا شکر ہے کہ لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور میں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

میں اس سرمہ اور میرا کو ہمیشہ اس نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کا مصدقہ ہی۔ اور سچے سرمہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماقدم کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سرمہ کو استعمال کریں حضرت علیہ السلام نے اس کے متعلق فرمایا "برائے امراض چشم بسیار مفید است"

یہ سرمہ دھند۔ جالہ۔ پھولا۔ پڑ و آل۔ سیاح اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند و دیگر امراض چشم کے لئے مفید ہے۔ نیت سرمہ قسم اول۔ فی تولد عار اصلی میرا کی قیمت فی تولد ۱۰۰۰ سرمہ قسم جسکی آنکھیں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید ہے۔ اور محبوب اور قوی بھر ہے خصوصاً طلباء کیلئے

سرمہ سلامت۔ محیط اعظم سے نقل کیا ہے جسکی عبارت یہ ہے کہ مقوی جمیع اعضاء نافع صرع۔ مستحی طعام۔ قاطع بطنم و یاج۔ دافع بواسیر و جذام و استسقا و دردی رجب۔ و کشی نفس و دوق۔ شیخو حیت۔ فساد تم و قاتل کرم شکم۔ مہنت۔ سنگ گردہ و مشانہ و سلسل البول و سیلان منی۔ و ہوسست اور در وقت حاصل کے لئے بہت مفید ہے بقدرہ اند خود ہر راہ دودہ استعمال کریں قیمت قسم اول فی تولد ۱۰۰۰

احمد نور کا ملی تاجر مہاجر قادیان دارالامان ضلع گورداسپور۔ پنجاب

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پڑھ ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر ایم قاسم علی نے فاروق منزل قادیان میں شائع کیا)